کشمیر: جدوجہد کی موجودہ لہر کا سبق

سیّدعلی گیلانی

میرے عزیز ہم وطنو اور نوجوانو! اللہ کی رحمتیں آپ پر ہوں جو دو جہانوں کا مالک ہے۔ وہ خدائے ذوالجلال! جس نے نہتے کشمیریوں کو دُنیا کی بہت بڑی فوجی طاقت کے سامنے کھڑا ہونے کا حوصلہ دیا۔ وہ فوجی طاقت، بھارت جس نے ظلم و وحشت اور درندگی کو ہتھیار بنا کر ہماری مقدس سرزمین پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ خدائے مہربان کا فضل و کرم ہے جس نے نہتے، بہادر کشمیری عوام کی جرأت اور دلیری کے سامنے دشمن کے ہیبت ناک ہتھیاروں کو بے معنی بنا کر رکھ دیا ہے اور آج کشمیری، متکبر ہندو بادشاہت کی آہنی زنجیریں توڑ کر حصولِ آزادی کے حتمی مرحلے میں داخل ہوچکے ہیں۔ ہماری جدوجہدِ آزادی کا یہ مرحلہ مکمل ہوا ہے۔ اس تاریخی مرحلے پر میں آپ کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے لازوال عزم و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کی ہیبت ناک فوج کو نہتے، خالی ہاتھوں عظیم شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ آج بھارت کے چہرے سے تمام نقاب اُتر چکے ہیں۔ جمہوریت کا خوش نما نقاب، ترقی اور قانون کی حکمرانی کا نقاب بھارتی فوجیوں کے بوٹوں تلے روندے جا رہے ہیں۔

میرے جوانو! آج ہمارے اور آزادی کے درمیان واحد رکاوٹ یہ بندوق بردار بھارتی فوجی ہیں، جو اپنے محفوظ بنکروں میں خودکشیاں کر رہے ہیں، جب کہ بھارتی ریاست ہمارے عزم و ہمت کے سامنے لرز رہی ہے۔ اگرچہ ان کے پاس لاکھوں بندوقیں ہیں لیکن وہ ہمارے سچ کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے کیونکہ کبھی بھی بندوقوں سے سچ کو قتل نہیں کیا جاسکا۔

○ یہ وہ تقریر ہے جو سیّدعلی گیلانی صاحب نے تحریکِ آزادیِ کشمیر کی موجودہ لہر کے ۱۰۰ دن مکمل ہونے پر نوجوانوں سے فرمائی۔ گیلانی صاحب کی نظرثانی کے بعد عالمی ترجمان القرآن کے قارئین کے لیے پیش ہے۔

اس دوران میں ہم نے اپنے لہو سے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ سچائی کا بول بالا ہوتا ہے اور آزادی ہر بنی نوع انسان کا بنیادی حق ہے اور ہم بھی آزادی کی منزل پا کر رہیں گے۔ ہر کشمیری مردوزن اور ہمارے معصوم بچوں نے پوری دُنیا پر یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم سے زیادہ آزادی کا مستحق کوئی نہیں کہ آزادی کی منزل کبھی ایک لمحے کے لیے بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں ہوئی۔ بھارت فوجی محاذ پر اپنی شکست کو چھپانے کے لیے کٹھ پتلی کشمیریوں کو میدان میں لایا ہے جو یہ بے بنیاد پروپیگنڈا کررہے ہیں کہ تحریک آزادی کے جاری باب کا انجام مایوسی اور شکست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے اپنی روح بھارتی شیطانوں کے ہاتھ فروخت کردی ہے، جو ہمیں بے حوصلہ اور کم ہمت بنانے کے لیے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ۱۰۰ دنوں سے جاری تازہ ترین جدوجہد میں کچھ حاصل نہیں کر پائے۔

موجودہ مرحلہ کئی عشروں سے جاری لازوال تحریک حریت کا تسلسل ہے۔ ان بھارتی کٹھ پتلیوں کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں کہ انھوں نے ادنیٰ مالی مفادات کے لیے اپنی روحیں دشمن کے پاس گروی رکھی ہوئیں ہیں۔ انھوں نے کشمیر کی خودمختاری کو قسطوں میں ادنیٰ مفادات کے لیے بھارت کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ یہ لوگ اپنی خفت مٹانے کے لیے اس طرح کا بے بنیاد اور لغو پروپیگنڈا کررہے ہیں۔ کیوں کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ گذشتہ چند مہینوں میں وہ رہی سہی عزت وتکریم اور عوامی حمایت سے بھی بالکل محروم ہوچکے ہیں۔

اب وہ بھارت کے اشارے پر اقوام عالم کی توجہ کشمیریوں کی تاریخی جدوجہدِ آزادی سے ہٹانے کے لیے علاقے میں جنگی جنون پیدا کررہے ہیں۔ یہ عناصر اپنے آپ کو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن وہ اقوام عالم اور حریت پسند کشمیریوں کو گمراہ نہیں کرسکتے۔ ملتِ کشمیر پر یہ واضح ہوچکا ہے کہ بھارت کے ہاتھوں اپنی روح کا سودا کرنے والے مختلف ناموں سے حریت پسندوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہوکر اب متحد ہورہے ہیں لیکن بھارت کا یہ پتلی تماشا بھی ناکام ونامراد ٹھیرے گا۔

غاصب ہندو فوج نے کشمیر کے صدیوں سے رائج تعلیمی نظام کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے لیکن ان ہتھکنڈوں سے ہماری نوجوان نسل کو جہالت کے اندھیروں میں نہیں دھکیلا جاسکتا۔ آج کشمیر کا گھر گھر علم کے نور اور حریتِ فکر کے چراغوں سے روشن ہے۔ تعلیم بُرے بھلے، حق اور باطل میں تمیز سکھاتی ہے۔ تعلیم حق کی راہ پر چلنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ تعلیم انصاف اور ناانصافی کے درمیان

تمیز سکھاتی ہے اور انصاف کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونے کا سبق دیتی ہے۔ تعلیم محض خواندگی نہیں، بے جان حروف کی پہچان اور شناخت نہیں۔ یہ تو ایسا نور ہے جو قلب و ذہن کو منور کرتا ہے، جو سچائی اور برائی میں فرق کرنا سکھاتا ہے، جو انسانی ضمیر کو زندہ و بیدار کرتا ہے، جو غلامی کی زنجیریں توڑنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ علم کا یہ نور اور جذبوں کی یہ شمعیں مایوسی کے اندھیروں کو تارتار کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہ کشمیر کی جدوجہدِ آزادی کی یادوں کے وہ روشن چراغ ہیں جنھوں نے ہماری راہیں منور کر رکھی ہیں۔ یہ وہ روشنی ہے جو نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تاریک آنکھوں سے پھوٹ رہی ہے، جنھیں چھرّے والی بندوقوں سے نشانہ بنا کر اندھا کر دیا گیا تھا۔

یہ ہے وہ روشنی جو ان تاریک عقوبت خانوں سے آرہی ہے جہاں ہمارے کشمیری نوجوان قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ یہ روشنی جنت کے ان باغوں سے آرہی ہے جہاں ہمارے شہدا خداے مہربان کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ گذشتہ ۱۰۰ دنوں کے دوران ہم نے کئی نئے سبق سیکھے ہیں، جب کہ ہمارے بچوں نے عملاً یہ دیکھا ہے کہ بھارت کے کٹھ پتلی کشمیری کس قدر کھوکھلے ہیں کہ ان پر ان کے اہل خانہ بھی اعتبار کرنے کو تیار نہیں۔

میرے عزیزو! تعلیم، جارح ہندو فاشسٹ کی غلامی کا نام نہیں اور نہ تعلیم مردہ ضمیری ہی کا سبق دیتی ہے۔ تعلیم تو نوجوانوں کو مصائب والم میں مبتلا کشمیری قوم کے لیے کھڑا ہونے کا سبق دے رہی ہے۔ لعنت ہے ان لوگوں پر جو ہمیں تعلیم کے بہانے آداب غلامی سکھانا چاہتے ہیں لیکن ناکامی و نامرادی ان کا مقدر ہے۔ یہ سب کٹھ پتلی ضمیر فروش آج کیوں حریت فکر کے پروانوں، سنگ بدست جوانوں کو سلام عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ کیوں کہ وہ بھی اس حقیقت کو پا گئے ہیں کہ بچوں اور نہتے نوجوانوں کی لاشوں کے ڈھیر پر ان کا راج سنگھاسن زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اب وہ زیادہ دیر معصوم کشمیریوں کے خون سے آلودہ تاج پہن کر سری نگر کے تخت پر بیٹھ کر بھارت کے ناجائز فوجی قبضے کی وکالت نہیں کر سکتے۔ ان کا کھیل تماشا اور ناٹک ختم ہونے کو ہے۔

کشمیر کے طول وعرض میں جاری طالب علموں کے مظاہرے بھارتی کٹھ پتلی سیاست دانوں کے منہ پر طمانچہ ہے، جو نوجوان نسل کو ہتھیار بنا کر جدوجہدِ آزادی کو کچلنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ آزادی کے نعروں پر مشتمل پلے کارڈ اُٹھائے طالب علم بھارتی فوج کو گلی کوچوں میں کھلے بندوں

چیلنج کررہے ہیں جس کے بعد بھارت کے ان یاروں کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ آج کا طالب علم نعرہ زن ہے کہ ہم آزادی کے لیے اپنا مستقبل قربان کردیں گے۔ اب کوئی بھی نوجوان کشمیریوں کو گمراہ نہیں کرسکتا کہ وہ آزادی کی جدوجہد کو ترک کرکے امتحان دینے کے لیے چلے جائیں۔ ملتِ کشمیر کی پیشانی پر یہ عبارت دمک رہی ہے کہ خونِ شہدا اور قلم دوات اکٹھے نہیں چل سکتے۔ ملتِ کشمیر اپنے نہتے اور معصوم بچوں کو، ان کے دوستوں کو، ان کے اہل خانہ کو بھارتی فوج کا دیوانہ وار مقابلہ کرتے دیکھ رہی ہے۔ انھیں اندھا کیا جارہا ہے، وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے، بندی خانوں میں ڈالا جارہا ہے لیکن کسی کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

۲۰۱۶ء کے ۱۰۰ دنوں میں ۹۰ سے زیادہ نوجوان شہید، ۱۶ ہزار شدید زخمی اور ۱۰ ہزار نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ایک ہزار نوجوانوں کو اندھا کرنے کے لیے چھرّے والی بندوقوں سے نشانہ بنایا گیا ہے، یہ سب طالب علم ہیں۔ کشمیریوں پر بدترین وحشیانہ جنگ مسلط کردی گئی ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس ظلم و درندگی کے کھیل کے عروج پر بھارت کے کٹھ پتلی سیاست دان امتحانات لینے کا ڈراما رچا رہے ہیں۔ یہ بھی گھروں کو تباہ و برباد کرنے، بجلی کے ٹرانسفارموں کو تباہ کرنے، سرسبز و شاداب باغات کو اُجاڑنے کے مکروہ اور وحشیانہ ہتھکنڈوں کا تسلسل ہے۔

تعلیم کے بعد جارح فوج اور اس کے کٹھ پتلی سیاست دان ہماری معیشت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسلسل کرفیو نے کاروبارِ زندگی کو معطل کرکے رکھ دیا ہے۔ اب وہ ہمارے شہدا کے انمول لہو کا تقابل معاشی نقصانات سے کررہے ہیں لیکن سلام، صد سلام کشمیری تاجروں کو، سوداگروں کو جنھوں نے انتہائی کٹھن اور مشکل حالات میں اپنی عظمت اور وقار پر سودے بازی نہیں کی۔ انھوں نے بند دکانیں نہیں کھولیں۔ ہمارے ٹرانسپورٹروں نے جو گاڑیاں، رکشے، بسیں اور ٹیکسیاں چلاکر رزق حلال کماتے ہیں، گلی کوچوں اور سڑکوں پر نہیں آئے۔ وہ محنت کش کشمیری جو سبزیاں اور پھل، گلی کوچوں میں گھر گھر جاکر بیچتے ہیں، بھارتی انتظامیہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود باہر نہیں نکلے۔ وہ لوگ جن کا تمام تر دارومدار سیاحت اور سیاحتی گرمیوں پر تھا ___ یہ ہوٹل والے، یہ شکاراوالے، یہ خوب صورت آرایشی گھوڑوں کے مالکان، یہ ٹورز اینڈ ٹریولز ___ انھوں نے اپنے بند کواڑوں کو نہیں کھولا اور اپنے کاروباری مفادات کو جدوجہدِ آزادی پر قربان کردیا۔

آج ملتِ کشمیر پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ محکوم اقوام کو آزادی حاصل کرنے کے لیے جانی و مالی قربانیاں دینا پڑتی ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑی ترقی آزادی کی منزل کا حصول ہے۔ کشمیر کی ترقی کا بھارتی ماڈل کشمیریوں کو خوش حال بنانے کی بجائے بھارت کے غاصبانہ فوجی قبضے کو مستحکم بنانے کا مکروہ منصوبہ ہے۔ بھارتی قبضہ دراصل ہمارے وجود کو اور حریت فکر کو مٹانے کا کھیل ہے۔

جدوجہدِ آزادی کے تازہ مرحلے نے تمام بھارتی منصوبوں اور چالوں کو اُلٹ کر رکھ دیا ہے۔ وہ جو اسرائیلی طرز پر انتہا پسند ہندوؤں کی بستیاں بسانے کے خواب دیکھ رہے تھے، جو آبادی کا توازن بگاڑنے کے لیے ریٹائرڈ فوجیوں کی آبادیاں تعمیر کر رہے تھے، ان کے سارے خواب پریشان ہو چکے ہیں۔ ان نام نہاد جدید بستیوں میں بسنے کے لیے آج کوئی تیار نہیں۔

میرے عزیزو! موجودہ بغاوت نے بھارتی کٹھ پتلی حکمرانوں کا مکروہ چہرہ بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے اور اب یہ بے ضمیر لوگ کشمیری قوم کے خلاف اپنے تمام سیاسی اختلافات پس پشت ڈال کر متحد ہو رہے ہیں۔ آج کشمیر کا چپہ چپہ آزادی کے نعروں سے گونج رہا ہے۔ کشمیریوں کے عوامی اتحاد نے دشمن کو شکستِ فاش دے دی ہے۔ ہمارا اتحاد ہی ہماری فتح ہے۔

بھارتی نیتا ہمیں یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم آزادی حاصل کر کے کشمیر کا انتظام چلانے کے اہل نہیں ہیں۔ تاریخ اپنے آپ کو دُہرا رہی ہے۔ تمام غاصبوں نے محکوم عوام کو اسی طرح گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کشمیری عوام نے اپنی مدد آپ کے تحت بیت المال، چھوٹے چھوٹے سکول، محلہ جاتی اجتماعی باورچی خانے، امدادی اور طبی مراکز قائم کر کے انھیں کامیابی سے چلانے کا ہدف حاصل کر لیا ہے، اور یہ سب کامیابیاں بدترین ریاستی دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے حاصل کی گئی ہیں۔ کشمیریوں کا اجتماعی ایثار اور قربانی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہماری مزاحمت توانا درخت بن کر برگ و بار لا رہی ہے۔ تحریک مزاحمت کے دوران تشکیل کردہ یہ عوامی اور سماجی ڈھانچہ اور ہمارے ادارے بھارتی فوج اور اس کی کٹھ پتلیوں کے نظام سے کہیں زیادہ مؤثر اور معتبر ہے۔

جدوجہدِ آزادی کے اس مرحلے نے مسئلہ کشمیر کو اقوام عالم کے درمیان روشن و تاباں کر کے رکھ دیا ہے۔ آج اقوام عالم بھارت کے مکروفریب اور جھوٹے پروپیگنڈے کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی، مسلمان ممالک کی تنظیم او آئی سی، اقوام متحدہ

ہائی کمیشن براے مہاجرین، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی یونین اور دیگر اَن گنت عالمی ادارے بھارتی مکروفریب کے خلاف نہتے کشمیری عوام کے لیے کھل کر اپنی حمایت کا اظہار کر رہے ہیں۔

جدوجہدِ آزادی کی یہ تمام کامیابیاں ہمیں بھارت نے خیرات میں نہیں دیں۔ یہ ہم نے عظیم قربانیاں دے کر بھارتی استبداد سے چھینی ہیں۔ کچھ سادہ لوح بھائی ۱۹۵۳ء سے پہلے کی داخلی خودمختاری، ازخود حکمرانی یا حق راے دہی اور مکمل آزادی بارے استفسار کرتے ہیں۔ یاد رکھو! بھارت ہمیں کچھ نہیں دے گا۔ اقوامِ عالم کی تاریخ میں غاصبوں نے محکوموں کو قتل عام، ظلم اور سفاکیت اور تذلیل کے سوا کچھ نہیں دیا۔ یاد رکھو! بھارت جارح اور غاصب قوت ہے۔ بھارت ہمیں روشن ضمیری اور آزادی دینے کے بجاے گمراہ کرتا رہے گا۔ فوجی میدان میں اپنی شکست دیکھ کر اپنے کٹھ پتلی کشمیری حکمرانوں کو متحد کر کے سامنے لا رہا ہے۔ ہماری سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ آج کوئی سچا کشمیری بھارت کی طرف نہیں دیکھ رہا۔ کشمیری قوم کی تمام اُمیدیں جدوجہدِ آزادی سے جڑ چکی ہیں۔

بھارتی جرنیل ڈی ایس ہوڈا اور بھارتی وزیراعظم کے سابق مشیر قومی سلامتی نارائن اعتراف کر رہے ہیں کہ کشمیر میں ہمارے تمام ہتھکنڈے اور جھوٹے دعوے ناکام ہو چکے ہیں۔ نارائن نے اپنے تازہ مضمون میں لکھا ہے کہ ہم مذاکرات کی میز پر مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں اور کوئی ہماری بات سننے کو تیار نہیں۔ آج کشمیر کے بچے بچے کی زبان پر آزادی کے نعرے گونج رہے ہیں۔ یہ سب ایک دن میں نہیں ہو گیا۔ ہم نے کئی دہائیوں کے سفر کے بعد حق اور سچ کی یہ منزل پائی ہے۔ اس سفر میں ہم سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی لیکن جدوجہدِ آزادی کے لیے ہمارے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ کشمیری قوم نے کبھی سر نہیں جھکایا۔ یاد رکھو! بھارت نہیں، آزادی ہماری منزل ہے۔ ہم شانہ بشانہ، بانہوں میں بانہیں ڈال کر آزادی کی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ صبحِ آزادی طلوع ہونے کو ہے۔ غلامی کی سیاہ رات ختم ہو رہی ہے۔

ہم پلٹ کر دیکھتے ہیں کہ ۲۰۱۶ کا انتفاضہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے اور اس کے ذریعے سے پوری دنیا تک پیغام گیا ہے کہ کشمیری اپنے مطالبۂ حقِ خودارادیت سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ کشمیریوں کی جدوجہد کا 'دہشت گردی' کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، بلکہ یہ خالصتاً ایک عوامی تحریک

ہے اور کشمیر کی پوری آبادی مرد وزن اور بچے بوڑھے اس کے ساتھ والہانہ وابستگی رکھتے ہیں۔

اس انتفاضہ سے بھارت کے اس پروپیگنڈے کی بھی پوری طرح سے نفی ہوگئی ہے کہ کشمیر میں حالات کی ابتری کے لیے پاکستان ذمہ دار ہے اور اسی کی شہہ پر یہاں اتھل پتھل اور بے چینی کا ماحول قائم ہے۔ بُرہان وانی کی شہادت کے بعد جس طرح سے کشمیر کی پوری آبادی اُبل پڑی اور یہاں کے گلی کوچوں نے جو لاثانی منظر پیش کیا، اس سے یہ حقیقت مبرہن صورت میں سامنے آگئی کہ اس طرح کے عوامی سیلاب کسی کی شہ اور کسی کی ایما پر نہیں آسکتے، بلکہ پرواز کرنے کا یہ ہے ایسا فطری جذبہ، جو جبری طور پر قید کیے گئے انسان تو انسان پرندے کے دل میں بھی موجزن ہوتا ہے۔

۲۰۱۶ء کی عوامی تحریک نے بھارت کے اس منفی پروپیگنڈے کو غلط اور باطل ثابت کردیا، جو وہ کشمیر اور یہاں کے لوگوں کے بارے میں کرتا رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بھارتی حکمران اپنی ضد اور ہٹ دھرمی ترک کرکے کشمیر سے متعلق حقائق کو قبول کرتے اور نوشتۂ دیوار پڑھ کر اپنی کشمیر پالیسی پر نظرثانی کرتے، کیونکہ بھارت، دنیا کی بڑی جمہوریہ ہونے کا دعوے دار ہے اور اس ملک کا آئین بھی لوگوں کی رائے کا احترام کرنے کو لازم قرار دیتا ہے۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اور دلی والے دل ودماغ سے کام لینے کے بجاے اپنی اکڑ پر اَڑے رہے اور انھوں نے ۲۰۱۶ء کے عوامی ریفرنڈم کو تسلیم نہیں کیا۔ لوگوں کو خاموش کرانے کے لیے فوج اور نیم فوجی فورسز کی نئی کمک کشمیر روانہ کردی گئی۔ سیکڑوں افراد کالے قوانین کے تحت آج بھی مسلسل قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں اور نئی گرفتاریوں کا سلسلہ شدومد کے ساتھ جاری ہے۔ کریک ڈاؤن اور تلاشیوں کے بہانے عام شہریوں کو ہرروز ہراساں کیا جاتا اور ان کی تذلیل کی جاتی ہے۔

الغرض بھارت کے حکمران اپنی ملٹری مائیٹ کے ذریعے سے کشمیریوں کی آواز دبانے کی اپنی دیرینہ پالیسی پر کاربند ہیں اور وہ ہراس فرد کو تہہ تیغ کرنا چاہتے ہیں جو سر اٹھا کر جینے کی تمنا دل میں رکھتا ہو۔ اس سامراجی پالیسی نے جموں کشمیر کی صورت حال کو دھماکا خیز بنایا ہوا ہے اور حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ کشمیر کی نوجوان نسل 'پُرامن سیاسی تحریک' سے بددل ہورہی ہے اور وہ اس کو وقت کے زیاں سے تعبیر کرنے لگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لختِ ہاے جگر کالجوں اور یونی ورسٹیوں کو خیرباد کہہ کر سرفروشی کے راستے کا انتخاب کرتے ہیں اور

سر ہتھیلی پر رکھ کر بھارت کے نشۂ قوت کو چیلنج کرتے ہیں۔ اس نئے رجحان نے لوگوں کے روزمرہ کے معاملات میں بھی ہل چل مچادی ہے اور وہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے ہیں۔

بھارتی قابض افواج اور ان کی معاون فورسز عام شہریوں کو سافٹ ٹارگٹ کے طور نشانہ بناتی ہیں اور وہ سرفروشی کے راستے پر گامزن جوانوں کا انتقام نہتے لوگوں سے لینا چاہتی ہیں۔ انھیں انسانی ڈھال کے طور استعمال کیا جاتا ہے اور ان کے گھروں کو مختلف حیلوں بہانوں سے تہس نہس اور مسمار کیا جاتا ہے۔ قیمتی انسانی زندگیوں کا اتلاف ایک معمول بن گیا ہے اور کشمیری قوم کی ایک پوری نسل پکی ہوئی فصل کی طرح کاٹی جارہی ہے۔

میرا یقین، بلکہ ایمان ہے کہ اس خون خرابے کے لیے صرف اور صرف بھارتی حکمرانوں کی ضد اور ہٹ دھرمی والی پالیسی ذمہ دار ہے اور وہ ہی ریاست کی سیاسی غیر یقینیت اور عدمِ استحکام کی صورتِ حال میں اضافے کے اصل مجرم ہیں۔ وہ ۲۰۱۶ء کے انتفاضہ اور ۱۰۰ دنوں کی عوامی تحریک کو سنجیدگی سے لیتے اور لوگوں کی امنگوں اور آرزوؤں کا احترام کرتے تو آج حالات کا یہ رُخ نہ ہوتا۔

یہ ایک آفاقی اور کائناتی (Universal Truth) حقیقت ہے کہ لوگوں کی اُمنگوں اور خواہشات کو زور زبردستی کے ذریعے دبایا جائے تو وہ باہر نکلنے کے لیے دوسرے آپشن اور طریقے اختیار کرتے ہیں۔ جہاں بھی پُرامن اور سیاسی جدوجہد کو تسلیم نہیں کیا جاتا، وہاں لوگ دوسرے انتہائی راستے اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اس حقیقت کے اظہار میں بھی مجھے کوئی باک نہیں ہے کہ اس طرح سے تنازعہ کشمیر حل کرانے کے حوالے سے ماضی میں کوئی پیش رفت ممکن ہوسکی ہے اور نہ مستقبل میں اس سے کوئی مثبت نتیجے کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ کشمیر ایک سیاسی اور انسانی مسئلہ ہے اور اس کو ایک بامعنی سیاسی عمل کے ذریعے ہی سے حل کرایا جانا ممکن ہے۔

بھارتی حکمرانوں کو میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اپنی اس پالیسی پر اصرار کرنا ترک کریں، جو ہر سطح پر ناکام ثابت ہوچکی ہے اور جس کی وجہ سے پورے جنوب ایشیائی خطے کے کروڑوں عوام مصائب جھیل رہے ہیں اور ان کی ترقی کا راستہ مسدود ہوگیا ہے۔ تنازعہ کشمیر کا عوامی خواہشات کے مطابق حل نکالا جاتا ہے، تو یہ نہ صرف کشمیریوں کے لیے بلکہ پورے برصغیر کے لوگوں کے لیے ایک نئی صبح کا آغاز ہوگا اور وہ ایک پُرامن اور خوش گوار ماحول میں سانس لینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔